دارالعلوم حقانیہ

ایک ایرانی اخبار کی نظر میں

آج سے ۲۰ سال قبل تہران (ایران) سے شائع ہونیوالے اخبار "فردا" کے ۱۹۷۲ء کے ایک شمارہ میں جناب محمد حسین تسبیحی صاحب کے قلم سے دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں حسب ذیل تاثراتی مضمون شائع ہوا ——— (ادارہ)

دارالعلوم حقانیہ یکے از مراکز علوم اسلامی پاکستان در شہر اکوڑہ خٹک است مسئول و موسس این دارالعلوم مولانا عبدالحق است۔ ہم اکنون نمائندہ مجلس شوریٰ ملی پاکستان نیز می باشد، وقتیکہ باین مدرسہ وارد گشتم، اُو را دیدم کہ حلقہ درسی تشکیل دادہ و بیش از ۵۰۰ طالب علم گرد او حلقہ زدہ مانند دی باخوشی وئے مرا پذیرفت و محبت فراوان فرمود، و این چند جملہ را بہ زبان فارسی در دفتر من یادداشت کردہ۔

"بیش از حد مسرور شدم کہ یک نفر از ایران مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان بہ این مدرسہ اسلامی آمدہ است مملکت خداداد ایران و باشندگان آں در حق پاکستان و طلبہ علوم دینیہ خصوصاً دربارہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک بسیار خیرخواہ و ہمدرد ہستند، خداوند کریم پاکستان و ایران کہ برادران مشفق ہستند متفق و سرسبز گرداند و از آفات و بلیات محفوظ دارد —— عبدالحق عفی عنہ ——"

دارالعلوم حقانیہ در حال حاضرہ طلبہ و مدرس (استاد) دارد کہ از قرآن خوانی آغاز می کنند و تا درجہ اجتہاد می رسند، وسائل زندگی و غذا و خوابگاہ از ہر جہت در مدرسہ آمادہ است و در سال ۲۱۲۶۲۰ روپیہ خرچ می شود۔

علاوہ بر پاکستان از ایران و افغانستان و تایلند ہم در این مدرسہ تحصیل می کنند بسیاری از بزرگان اسلامی و علمائے دینی از این مدرسہ دیدن کردہ اند۔ مجلہ الحق ہمہ ماہہ مطالب و موضوعاتی ارزندہ در علوم اسلامی از ادارہ انتشارات مدرسہ حساب می شود۔

کتاب خانہ دارالعلوم حقانیہ ۳۲۹ مجلد کتاب چاپی (عربی و فارسی و اردو و پشتو) در چہل و شش علم اسلامی و ۹۷ نسخہ خطی دارد آقائے گل رحمٰن کتاب دار کتاب خانہ توضیح داد کہ کتابہائے دیگر ہمہ از ممالک اسلامی خریدہ ایم کہ بزودی می رسد، فہرست نسخہ ہائے خطی کتاب خانہ حقانیہ از طرف مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان تہیہ خواہد شد۔

از کلاس ہائے دارالعلوم حقانیہ دیدن کردم شور و عشق و اشتیاق طالب علمان در تحصیل علوم اسلامی وصف ناپذیر است، کلیہ طالبعلمان روی دور استاد تدریس می نشینند و ہمانند مکاتب قدیم بہ درس گوش می دہند و بحث و محض می پردازند۔ بر دیوار ہائے کلاس ہائے درس جملاتی بہ زبان ہائے عربی و پشتو و فارسی و اردو بہ خط خوش نستعلیق و ثلث بستہ بود از جملہ:

(۱) با ادب بانصیب، بے ادب بے نصیب۔

(۲) کار دنیا کسے تمام نہ کرد۔

(۳) ہر چہ گیرید مختصر گیرید۔

(۴) مرد ناداں پہ کلام نرم و نازک بے اثر۔

(۵) سے نابردہ رنج گنج میسر نمی شود!
مزد آں گرفت جاں برادر کہ کار کرد

(۶) پہ خیر راغلے (پشتو، یعنی خوش آمدید)

(۷) ہر کلہ راشئی (پشتو، ہمیشہ بیا بید)

(۸) سے ہزار بار بشویم دہن بہ مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

یہ کلی بھی اس گلستان خزاں منظر میں تھی
ایسی چنگاری بھی یارب اپنے خاکستر میں تھی

چند منامی بشارتیں جو علمی دنیا میں ہو بہو حقیقت بن کر سامنے آتی رہیں

شیخ الحدیث حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ صدر المدرسین دارالعلوم حقانیہ

میں، محمد فرید، اور چند اہل علم جامعہ اسلامیہ سے حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدنی سے ملاقات کے لئے دارالعلوم حقانیہ آئے وہ دارالعلوم کی مسجد کے محراب میں تشریف فرما تھے جبکہ اس وقت بنا پایۂ تکمیل کو نہ پہنچی تھی۔ تو مجلس کے برخاست کے وقت ایک نوجوان سے ہمارے بعض رفقاء کے متعلق سخت کلام سنا گیا جس سے ہمیں بھی معمولی سا صدمہ پہنچا۔ تو رات احقر کو خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ نے جو کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق جیسا شکل رکھتا تھا، مجھے فرمایا کہ ناراض نہ ہو یہ محراب تمہارے لئے بنائی گئی ہے۔ (چنانچہ اسی مسجد کی پانچ وقتہ نمازوں کی امامت اس خواب کی عملی تعبیر ظاہر ہو چکی ہے۔)

امام العلماء مولانا عبدالمالک صدیقی دارالعلوم حقانیہ کو اپنا ذاتی مدرسہ سمجھتے تھے

حضرت شیخ الحدیث مولانا نور غشتیؒ اور حضرت امام العلماء مولانا عبدالمالک صاحب صدیقی تمام دیوبندی مسلک کے مدارس کے سرپرست تھے لیکن دارالعلوم حقانیہ کو اپنا ذاتی مدرسہ سمجھتے تھے تو حضرت صدیقی نے مجھے خط میں لکھا کاش! اگر تم دارالعلوم حقانیہ میں ہوتے۔ یہ خط مولانا سلطان محمود صاحب مرحوم نے دارالعلوم کے محافظ خانہ میں رکھا۔ تو حضرت صدیقی کے تمنا اور حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتیؒ کے اشارہ کے بناء پر خادم نے دارالعلوم حقانیہ آنے کا ارادہ کیا۔ تو جب مولانا سلطان محمود صاحب مرحوم (دارالعلوم کے ناظم اول) مجھے

استخارہ میں دارالعلوم کی جنوبی دیوار پر لکھا ہوا تھا مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا چنانچہ میں بڑے اطمینان سے دارالعلوم چلا آیا

دارالعلوم حقانیہ سے جانے کے لئے زور دیا آئے تو خادم نے استخارہ کیا اور بین النوم والیقظہ ہونے کی حالت میں مجھے دارالعلوم حقانیہ کے جنوبی دیوار کے پاس ایک بورڈ نظر آیا جس پر لکھا گیا تھا من دخلہ کان آمنا۔ اور میں بڑے اطمینان کے ساتھ دارالعلوم آیا۔

مولانا سلطان محمود صاحب کے متعلق ایک خواب یاد آیا کہ حضرت مولانا شیخ الحدیثؒ کی حالت صحت میں خادم نے ایک خواب دیکھا کہ خانہ کعبہ کے مطاف میں طائفین کا بہت ازدحام ہے اور مولانا سلطان محمود صاحب جو کہ طواف کے انتظام کیلئے کوشش کرنے میں ناکامی سے خائف ہیں تو خادم نے ان کو کہا کہ گھبرائے مت میں آپ کے ساتھ ہوں، جس کی واضح تعبیر دارالعلوم حقانیہ میں تقرر ان کی گویا معاونت ہے

پھر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب نے مجھے اجازت حدیث سے نوازا اور پھر علالت اور کمزوری کے وقت بغیر میرے مطالبہ کے مجھے اولاً بخاری شریف جلد اول، اور ثانیاً ترمذی شریف جلد اول کی تدریس حوالہ کی۔ اور میری موجودگی میں بعض علماء کو فرمایا۔ کہ مفتی صاحب دارالعلوم حقانیہ کے روح رواں ہیں۔ اور وفاق کے ایک نگران کو فرمایا کہ مفتی صاحب ہمارا شیخ الحدیث اور صدر مدرس ہے۔ اور وفات سے کئی دن قبل خادم کو فرمایا کہ اس گاڑی کو چلائے رکھیں، رو کنے نہ دیویں۔ خادم نے حضرت شیخ الحدیث کی حالت صحت میں خواب دیکھا کہ میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب کے پاؤں دباتا ہوں۔ تو موافق حدیث عز المحدثین ہیں۔ تو جب خادم نے ان کو یہ خواب بیان کیا تو بہت خوش ہوئے اور حسب عادت تواضع کے الفاظ کہے۔

بقیہ صفحہ ۵۰۱ سے ۔۔ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے اساتذہ اور طلباء

مولانا سمیع الحق صاحب نے دارالعلوم پہنچنے پر ان کا خیر مقدم کیا۔ دارالحدیث میں طلبہ و اساتذہ کی ترحیبی تقریب میں مولانا شیر علی شاہ صاحب نے مؤثر اور پرجوش خطاب فرمایا، اور مہمان طلبہ نے ہمارے ہاں کے درس و تدریس کے قدیم نظام، مقاصد اور جذبات دینی کا ذکر کیا، اور یہ کہ یہ لوگ کس خلوص سے تحصیل علم کے بعد دین کے عظیم کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔

جواب میں وفد کے قائد جناب مجید حریری مکیؒ نے مؤثر تقریر کی۔ اس کے بعد دارالعلوم کے وسیع کتب خانہ کے ہال میں مہمانوں کی چائے سے تواضع کی گئی، اس دوران بھی معلومات کا تبادلہ جاری رہا۔ مہمانوں نے الشیخ محمود الھجری مرحوم کی مسجل قرآن مجید کا ایک سیٹ اور دیگر قابل قدر ہدایا پیش کیے۔

اتنے سارے علماء و طلباء کی متشرع شکل و صورت، علمی انہماک اور اسلامی علوم و فنون کے مکمل نظام درس، یہ سب چیزیں ان حضرات کیلئے تعجب و حیرت کا باعث بنیں۔ جاتے وقت معزز مہمان طلبہ نے ازخود تقریباً بیس ہزار روپے کی رقم اکٹھی کرکے دارالعلوم کو پیش کی جسے دارالعلوم نے ان کی بیحد خواہش اور اصرار پر قبول کیا۔ ایسے معزز مہمان طلبہ کے حالت سفر میں یہ عطیہ قبول کرنے سے مولانا سمیع الحق بے حد انکار کرتے رہے، مگر بعد میں ان کی دل شکنی کے احتمال سے یہ مبارک عطیہ دارالعلوم کے لیے باعث خیر و برکت سمجھ کر قبول کر لیا۔